

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (ع۳ ۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے ۔ {ایڈیٹر انچیف}
۱۲ وارث روڈ ۔ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب {اسسٹنٹ ایڈیٹر}
میکلوڈ روڈ ۔ لاہور

پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب {مینیجر}
ایم ۔ اے ۔ ایمپرس روڈ ۔ لاہور

خط وکتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے ۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر ارسال فرماکر مشکور فرمائیں ✦

حقیقی نُور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے ۔

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء	نمبر ۱۱

کلام رفیق

ہم ناظرین کرام سے مسٹر سالومن بی ۔ لعل صاحب رفیق بی ۔ اے کا تعارف کراتے ہیں ۔ آپ نے پہلی دفعہ اپنے خیالات نظم و نثر میں حوالۂ قلم کرکے ہمارے پاس بھیجے ہیں ۔ جن سے آپ کے جذبات و خیالات کی وسعت وکشادگی کا ناظرین خود اندازہ کرسکینگے ۔ مسیحیوں میں اردو اہلِ قلم کی فہرست میں آپ کے نام نامی اور اسم گرامی کا اضافہ دیگر اہلِ قلم کے لئے باعثِ مسرت ہوگا ۔ ہمیں قوی اُمید ہے کہ آپ جو میدانِ اردو میں اُترے ہیں اپنی خُداداد قابلیت و لیاقت کا جوہر دکھائے بغیر قلم کشی سے بیزار نہ رہینگے ۔ خدا ہمارے نئے دوست کو میدانِ تحریر میں استقلال بخشے ۔ ایڈیٹر ۔

آرزو رہتی ہے ہردم فیض روحانی ملے
خضر نے چکھا نہ ہو وہ آبِ حیوانی ملے

کلوری سے ہو مجھے حاصل آلِ زندگی
چاک پہلو سے مجھے بہتا ہوا پانی ملے

چشمۂ آبِ بقا سے دشتِ دل سیراب ہو
دم بدم مجھ کو سبیلِ خُلد کا پانی ملے

تابِ فرقت لاؤں کیونکر دل بہت بیتاب ہے
کب دلِ مہجور کو دیدارِ ربانی ملے

درد و غم دل اسکو دکھاؤں حالِ دل کس کو سنائے
کون ہے جو محرمِ امراضِ پنہانی ملے

اے مسیح تُو نے بچایا دیکھا اپنی جاں مجھے
نہ ترا ثانی ملا اور نہ ترا ثانی ملے

اپنی دانائی عطا کر عطا عرفان بھی
دل میں تیرا ڈر ہو عقل سلیمانی ملے

شادمیانے سے شرارت کے رہوں ہر وقت دور
کیوں کروں ایسی خطا جس سے پشیمانی ملے

حُسن دھوکا ہے جمالِ عشق عالم ہیچ ہے
طائرِ قدسی کا جب سوئے عدم پرواز ہو

فیض لے دل کچھ نہیں گر عشرتِ فانی ملے
سیر ہو باغِ ارم کی جسم نورانی ملے

با ہمہ بے ہمّت نہ ڈر ہرگز سفر سے گر رفیق
دشت سے گر ہو گذر یا کوہ برفانی ملے

نور بیت اللحم

غزل

ظُلمتِ عصیاں میں ہر سُو غضب یہ ویرانہ تھا
محوِ مہرِ ازل ہرگز دل دنیانہ تھا

دیوتائے حرص کا ہر ایک دل بتخانہ تھا
ہر مُجاری شاہدِ تصویر پرپروانہ تھا

تھی درازیٔ شبِ فرقت پیامِ مرگِ دل
اور صیدِ یاس خود ہر عاشقِ دیوانہ تھا

آفتابِ عشق بشرق سے ہوا اکدم عیاں
رشکِ جنّت تھا جو بیت اللحم کا کاشانہ تھا

آشنائے جذبۂ یزداں وہ فوراً ہوگیا
ق دل جو شورِ محبت سے ابھی بیگانہ تھا

جام جاں جو تشنہ کام بےخودیٔ عشق تھا
وہ بھی اُلفت سے اب لبریزِ اک پیمانہ تھا

شامِ فرقت کو بنایا کس نے صبحِ آرزو
وہ مسیحائے زماں تھا کون ؟ گر عیسےٰ نہ تھا

دل فدائے بادۂ نور الصداقت کیوں نہ ہو
لائقِ عشقِ ازل صادق یہی پیمانہ تھا ؟

صادق

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے ۔

غزل

برمصرع طرح۔ گریہ وزاری سے جب بیزار آنکھیں ہو گئیں
طالب دیدار کی خونبار آنکھیں ہو گئیں
انتظار یار میں بیمار آنکھیں ہو گئیں

کون کہتا ہے کہ دل سے پار آنکھیں ہو گئیں
ہاں مرے دل کے گلے کا ہار آنکھیں ہو گئیں

یا سناں۔ یا تیر۔ یا سوفار آنکھیں ہو گئیں
یا چھری یا تیغ۔ یا تلوار آنکھیں ہو گئیں

گو رقیبوں کے لئے خونخوار آنکھیں ہو گئیں
میری خاطر شعلۂ ایثار آنکھیں ہو گئیں

میرے حال زار پر خونبار آنکھیں ہو گئیں
یا مسیحائی زماں۔ بیمار آنکھیں ہو گئیں

ایک دن اُن سے جو میری چار آنکھیں ہو گئیں
!وہ اُلفت سے کیا سرشار آنکھیں ہو گئیں

رازہائے شوق تھے اُن کی نگاہوں میں نہاں
ترجمان جذبۂ دلدار آنکھیں ہو گئیں۔

اُن کی صورت کے سوا اب کچھ نظر آتا نہیں
لوگ کہتے ہیں "تری بیکار آنکھیں ہو گئیں۔

اشکباری اب کہاں اختر شماری اب کہاں
شعلۂ غم سے فنا فی النار آنکھیں ہو گئیں

جلوۂ جاناں نہ ہوتا تھا اگر بایں تو یوں
میرے چہرے پر عبث بیکار آنکھیں ہو گئیں

جلوۂ دلبر جو دیکھا تاب گویائی نہ تھی
غش جو آیا۔ مانع گفتار آنکھیں ہو گئیں

پاگیا میں رازہائے گردش ہفت آسماں
جب سے شیدائے خرام یار آنکھیں ہو گئیں

طلسم ہستی از ہستی بعد مُردن ہے کُھلا
بند جب صادق ہوئیں بیدار آنکھیں ہو گئیں!!

صادق

کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے؟

اقساط گذشتہ میں ہم نے اہل اسلام اور دیگر غیر مسیحیوں کو مخاطب کر کے انجیل جلیل سے ثابت کر دیا ہے کہ خداوند مسیح کا مشن عالمگیر تھا اور وہ منجی کونین اور رحمۃ اللعالمین تھے۔ اس قسط میں ہم خاص اہل اسلام سے مخاطب ہو کر قرآن شریف سے ثابت کرینگے کہ خدا نے خاص قوم یہود کو چُن لیا تا کہ اس کے ذریعہ دنیا کو خدا کا علم حاصل ہو اور مسیحی کتب مقدسہ تمام جہان کے لئے ہادی ہیں۔ اور مسیحیت کا پیغام اہل یہود تک ہی محدود نہ تھا بلکہ کل بنی نوع انسان کے لئے تھا۔ ان امور کو ہم نے مسیحی کتب مقدسہ سے ثابت کیا تھا اور چونکہ قرآن مسیحی کتب مقدسہ کا مصدق ہونے کا دعوی کرتا ہے لہٰذا وہ ہمارے مذکورہ بالا نتائج کی بھی تصدیق کرتا ہو۔

اول ہم نے قسط گذشتہ میں اس امر کو دلائل سے واضح کیا تھا کہ خدا نے قوم یہود کو چن لیا تھا تا کہ وہ تمام دنیا پر خدا کا علم ظاہر کرے۔ اس حقیقت کو قرآن ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔ "اور **بالتحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی۔ . . . . . اور ان کو تمام عالم پر فوقیت دی**"۔ (جاثیہ آیت ۱۵) "**ہم نے آل ابراہیم کو کتاب دی اور علم**" (نسا آیت ۵۷) پھر قرآن کہتا ہے "بالتحقیق ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور **دونوں کی اولاد میں پیغمبری رکھی**" (حدید آیت ۲۶) اور پھر واضح طور پر کہتا ہے "ہم نے اس کو (یعنی ابراہیم کو) اسحاق اور یعقوب دیا اور **اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھا**" (عنکبوت ۲۷) کیا کوئی مصنف اس سے واضح طور پر ہمارے اس دعوے کی تصدیق کر سکتا تھا کہ بنی اسرائیل کو خدا نے تمام جہاں پر فوقیت بخشی اور ان میں اپنا علم ودیعت فرمایا۔ اور ان کی اولاد میں پیغمبری۔ نبوت اور کتاب رکھی۔ "تا کہ اُس کے ذریعہ دنیا خدا کی معرفت اور علم کو حاصل کرے۔"

دوم ہم نے اس مضمون کی قسط اول میں یہ ظاہر کیا تھا کہ یہودی انبیا کا مطمح نظر یہ تھا کہ اُن کی کتب مقدسہ تمام غیر یہود کے لئے "نور ہیں۔ اور اُن کے وسیلے خداوند کی نجات دنیا کے کناروں تک پہنچیگی۔ (یسعیاہ ۴۹: ۶) اور کہ اسرائیل زمین کے درمیان برکت کا باعث ٹھہریگا"۔ (یسعیاہ ۱۹: ۲۳) قرآن نے اس حقیقت کا اعتراف مختلف مقاموں میں نہایت صاف الفاظ میں کیا ہے۔ یہاں ہم اختصار کو مدنظر رکھ کے چند مقامات پر اکتفا کرتے ہیں۔ "بالتحقیق ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی **اور وراثت میں دی بنی اسرائیل کو کتاب راہ دکھلانے والی اور یاد دلانے والی سمجھ والوں کو**" (مومن ۵۵) "پھر ہم نے موسےٰ کو کتاب دی جو احسن **بات پر کامل ہے اور ہر شے کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت ہے**"۔ (انعام ۱۵۵) "بالتحقیق ہم نے اُتاری توریت اس میں **ہدایت اور نور ہے**"۔

پس قرآن ہمارے خداوند یسوع مسیح کے اس قول کا مصدق ہے کہ "نجات اہل یہود میں سے ہے" نہایت واضح طور پر وہ کہتا ہے کہ خدا نے آل ابراہیم میں نبوت اور کتاب رکھی۔ جو ہدایت ہے۔ رحمت ہے۔ نور ہے اور وہ دنیا جہان کو راہ دکھلانے والی ہے۔ تا کہ اُس کے ذریعہ ساری مخلوق خدا کا علم حاصل کرے اور "اس کی نجات دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے" بلکہ چند مقامات پر قرآن کتب مقدسہ کے لئے وہی الفاظ استعمال کرتا ہے جو صحائف انبیا میں وارد ہو چکے ہیں یعنی "نور" اور "ہدایت"۔

سوم۔ اب ہم قرآن ہی سے یہ ثابت کرینگے کہ مسیحی کُتب مقدسہ تمام دنیا کے لئے نور اور ہدایت ہیں۔



نور افشان

مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء

زمانہ کی ہم رفتار مسیحیت

اشاعت قریبہ میں تاریخ جاودان میں مرگیا کے عنوان کچھ خیالات ہدیہ ناظرین کئے گئے تھے جسے ناظرین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ بلاشک یہ نئی آوازیں صرف آجکل کی مسیحیت سے ہی پیدا نہیں ہو رہیں بلکہ زمانہ حال کی روشنی اور علم و فضل سے منور دماغ غیر مسیحی مذاہب میں بھی ایسا ہی شور و شغب کر رہے ہیں وہ بھی اس بات کی منادی کر رہے ہیں کہ لوگو! اگر زندہ رہنا منظور ہے تو زمانہ کے ہمرکاب بنو۔ زمانہ ماضی سے لپٹا رہنا اب موت کا ضامن ہے۔

اس بات میں شبہ نہیں کہ غیر مسیحیوں کا زمانہ ماضی کو بھولنا اور زمانہ کے ہمقدم ہونا اُن کے لئے آسان ہے کیونکہ ان کے زمانہ ماضی کے مذاہب وعقائد و رسوم کل تجدید کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ ان میں ردوبدل کی بڑی ہی گنجائش ہو۔ وہ زمانہ حاضرہ کی علمی دنیا کے ساتھ اپنے قدیم مذاہب وعقائد و رسوم کو لیکر چل نہیں سکتے ہیں وہ خود اپنے اپنے مذاہب وعقائد قدیمہ کے بوجھ اُٹھانے سے تنگ آگئے ہیں۔ وہ اپنے قدیم مذاہب وعقائد و رسوم کو مانتے ہوئے شرماتے ہیں۔ وہ اگر اپنے مذہب وعقائد و رسوم کی اصلاح و تجدید کریں اور زمانہ حاضرہ کی مسیحی علمی روشنی سے کچھ سبق لیکر اپنے مذاہب وعقائد کو دیں تاکہ وہ زمانہ کی ترقی اور تیز رفتاری کے ہمرکاب ہو جائیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں جیسا کہ ہمارے آریہ اور دیگر اہلِ وطن کر رہے ہیں۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ زمانہ حاضرہ کے مذاہب کے مجدد اپنے مذاہب کی تجدید میں مسیحیت سے بڑھ گئے ہیں؟

خواہ ہمارے ہموطن اپنے اپنے مذاہب کی تجدید میں مسیحیت سے بڑھے ہوں یا گھٹے ہوں۔ اس سے بحث نہیں ہے پر سوال تو یہ ہے کہ زمانہ کی رفتار کے ہمقدم ہونے کے لئے مسیحیت میں کیا تجدید کی جا سکتی ہے؟ مسیحیت قابلِ تجدید ہے یا نہیں؟ مسیحیت زمانہ سے پچھڑ سکتی ہے یا نہیں؟ مسیحیت کی تجدید کر کے اس کا کوئی کیا بنا سکتا ہے؟ کیا یہ سچ ہے کہ مسیحیت پچھڑ گئی ہے اور زمانہ میدانِ ترقی میں مسیحیت سے بہت آگے بڑھ گیا ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن پر اُن اصحاب کو غور فرمانا چاہئے جو کل جدید لذیذ کے مصداق بن رہے ہیں۔

ایک عام طور سے غلط خیال یہ پھیلتا جاتا ہے کہ مسیحیت وہ عقائد نامے ہیں جن کو زمانہ قدیم سے مسیحی کلیسیا اپنے ساتھ لئے آتی ہے وہ رسومات ہیں جو ابتداء سے کلیسیا میں مروج چلی آئی ہیں۔ لیکن اگر عام طور سے مسیحیت کا مفہوم یہی ہو تو رسول زمانہ سے لیکر آج تک نہ زمین پر واحد کلیسیا تھی اور نہ واحد عقائد نامہ تھا جسے ایک زمانہ کے تمام عیسائی بالاتفاق مانتے تھے۔ مختلف زمانوں میں مختلف کلیسیائیں اور کسی حد تک مختلف عقائد و رسوم تھے اور وہ اختلاف آج تک موجود ہے۔ پس اگر مسیحیت کی تجدید سے مراد مختلف کلیسیاؤں اور اُن کے عقائد و رسوم کی تجدید ہو تو یہ اعتقادی مسیحیت کی تجدید کہلا سکتی ہے جس سے ہم اتفاق کرتے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ یہ کام کریگا کون؟ کوئی ہندوستانی عیسائی نہ یہ کام کر سکتا ہے نہ اس سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ اس کام کو اگر بطریق احسن کوئی کر سکتا ہے تو وہ مشنری گروہ کے سوا نہیں ہے اور مشنری صاحبان اپنی اپنی کلیسیاؤں کے تابع ہو کر ہندوستان میں تب تک تجدید نہیں کر سکتے جب تک کل ہندوستان کے مشنری صاحبان ملکر تجدید پر کمر بستہ نہ ہوں پس اعتقادی مسیحیت کی تجدید کا کام ضروری تو ہے پر زمانہ ہی اس تجدید کی راہ میں عظیم رکاوٹ ہے۔

جب ہم مسیحیت کی تجدید کا ذکر کرتے ہیں تو ہم اُن نیک نیت اصحاب کو فراموش نہیں کر سکتے جنکی یہ کوشش ہے کہ پہلے مسیحی رسومات کی تجدید کی جائے۔ وہ کھلم کھلا اس پر لکھنے بھی لگ پڑے ہیں۔ اُن کا تجدید سے یہ مطلب ہو کہ مسیحیت کی یورپی رسومات پر ہندی رسومات کا باریک و لطیف لباس پہنا دیا جائے مسیحی تہواروں کے گلے میں ہندوستان جنت نشان کے پھولوں کے ہار ڈال دیئے جائیں۔ مسیحی بساکھی بسنت۔ ساون کے موسمی تہواروں میں اور دیوالی میں شریک ہوا کریں۔ ہر برس کے سونہ دیپ مالا کیا کریں۔ ان تیوہاروں کی بُرائی سے بچتے رہیں۔ مگر مسجد میں جاکر نماز نہ پڑھیں۔ مسلمانوں کی عید کی خوشی میں شریک نہ ہوں۔ محرم کے ماتم میں مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار نہ کریں۔ نہ شب برات کی خوشی میں شریک ہوں۔ اگر مسیحیت کی تجدید کے اور اسے زمانہ کے ہمقدم بنانے کے یہی معنے ہوں تو اسے تجدید نہیں کہہ سکتے۔ اگر مسیحی تہوار اور رسومات کو ہندوستان میں ماننا اہلِ وطن کے ہمقدم ہونے سے پچھڑنا اور اگر ہم صرف اہلِ وطن کے تہواروں اور رسموں کو مانکر ہی اُن کے ہمقدم ہو سکتے ہیں تو ہمیں مسیحی تہواروں اور رسموں کی تجدید و اصلاح کی مطلق ضرورت نہیں۔ بلکہ اُن کو ان کے حال پر ہی چھوڑ دینا چاہئے۔

اصل معاملہ تو اس قدر ہے کہ مسیحی عقائدناموں اور تہواروں اور رسموں کی موجد قدیم زمانہ کلیسیا چلی آئی ہے۔ عام طور سے مسیحیت سے مراد وہ کلیسیا میں یہی امور داخل چلے آئے ہیں۔ انہیں امور میں ہمیشہ سے بحث و تمحیص ہوتی آئی ہے۔ انہیں میں مجددین نے فی زمانہ تجدید کی ہے۔ اگر کلیسیائی مسیحیت زمانہ حاضرہ سے پچھڑ چکی ہو۔ اگر زمانہ کلیسیائی مسیحیت سے آگے بڑھ چکا ہو۔ اگر کلیسیائی مسیحیت کا معیار زمانہ ماضی

سے بندھا رہ گیا ہو تو واقعی زمانہ حال کے مسیحیوں کا خدا حافظ ہے۔ ہمیں مسیحیت کے مجددوں کا اور نئی مسیحیت کا بھی انتظار کرنا چاہیئے۔ مروجہ مسیحیت کا خاتمہ بالخیر کر دینا چاہیئے۔

ایک خط

عنوان الصدر کی ذیل کی تحریر ہمارے پاس مسٹر موسیٰ خاں کی معرفت پہنچی ہے۔ اسے ہم اس لئے ہم درج اخبار کرتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا کامل یقین ہے کہ جو تحریر ہمارے پاس پہنچی ہے وہ اسی قابلِ تعظیم وخوش پسند ہستی کی تحریر کردہ ہے جن کا نام نامی و اسم گرامی اس خط و تحریر کے آخر میں لکھا ہے چونکہ آپ اس خط کو نور افشاں میں شائع کرنا مناسب خیال فرماتے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی مسیحی پبلک کی آگاہی کے لئے اسے درج اخبار کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بخدمت جناب مولانا مولوی افضال احمد صاحب سیالکوٹ

محترم مولانا۔ وعلیکم السلام

استفسار نامہ ملا۔ مشکور ہوا۔ میں ہفتہ عشرہ سے سخت بیمار ہوں۔ چل پھر نہیں سکتا۔ اس لئے آپ کے گرامی نامہ کا جواب مختصر عرض ہے۔

باوجودیکہ آپ کو اچھی طرح علم ہے۔ پھر میں حیران ہوں کہ آپ میرا مذہب کھود کھود کر کیوں دریافت کرتے ہیں؟ اور خط کا جواب بذریعہ اخبار کیوں چاہتے ہیں؟ ہاں جناب مسیح پر میرا کامل ایمان ہے اور دنیا کی کوئی طاقت میرے اس ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ اگر مشنریوں کے تعلقات میرے ساتھ خوشگوار نہیں ہیں تو نہ ہوں۔ وہ کوئی میرے منجی یا نجات دہندہ نہیں ہیں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے اپنے اسی عقیدہ کی بنا پر اس جلیل القدر بزرگ کی پرواہ کی جس کے قلم کی ایک جنبش مجھے گدا سے شاہ کر سکتی ہے۔ پھر خنزیری بیچارے کس شمار و قطار میں ہیں جس نے دیا تن کو وہی دیگا کفن کو۔

بلاشبہ میں نے "تحقیق الاسلام مروج" پر ریویو کرتے ہوئے لکھا تھا کہ حقیقی اسلام اور حقیقی مسیحیت میں کوئی فرق نہیں اور میرا اب بھی ایمان ہے۔ یہ حقیقت "تحقیق الاسلام" کے مطالعہ ہی سے مجھ پر منکشف ہوئی تھی جس طرح "مروجہ اسلام" میں بہت کچھ انسانی دسترس ہے اسی طرح "مروجہ مسیحیت" بھی مقدس حاملان بائبل کی قطع برید سے محفوظ نہیں۔

اگر بقول آپ کے مسیحی سوسائٹیاں آئے دن انجیل مقدس میں کانٹ چھانٹ کرتی رہتی ہیں تو کیا کریں۔ مجھے کیا۔ اگر وہ خدانخواستہ ساری انجیل کو ہی بدل دیں تو میرے ایمان میں فرق نہیں آ سکتا۔ میں جس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں اس پر سختی سے قائم ہوں کہ "مسیح ہی مسیحیت ہے"!

بحث اور مناظرے کے لئے میرے پاس وقت نہیں۔ نہ ہی یہ طریقہ میرے نزدیک "احسن" ہے۔ کیونکہ آج تک کوئی شخص کسی دوسرے کے کانشنس کو نہ منوا سکا کہ تو غلطی پر ہے۔ اگر آپ بحث مباحثے کے بہت ہی خواہشمند ہوں تو مسٹر موسےٰ خاں صاحب (میاں سنگھ باغ لاہور) کی وساطت سے جناب مولوی سلطان محمد صاحب افغان سے خط و کتابت کر کے شرائط مباحثہ طے کر لیجئے وہ انشاء اللہ آپ کی ہر طرح تسلی کر دینگے۔

بائبل اگر آپ ہر روز تلاوت کرتے ہیں تو اچھی بات ہے مگر نیک ارادے سے تلاوت کیجئے۔ نہیں تو عاقبت خراب ہو گی۔

آپ کا یہ خیال غلط فہمی پر مبنی ہے کہ مسیحی جرائد میرے مضامین شائع نہیں کرتے۔ چنانچہ اس عریضہ کی اشاعت آپ کے خیال کو باطل ٹھہراتی ہے۔ دیگر فروعات کا جواب صرف تضیع اوقات ہے۔ فقط

نیازمند قدیم
حیدر
از سمندری
۷ مارچ ۱۹۲۶ء

مذاکرۂ علمیہ

یعنی

مولینا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل مدیر اہلحدیث امرتسر کے جوابی مضمون اثبات التوحید کا جواب

نمبر سوم

(از ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ حشمت منشی فاضل)

ہماری غلطی سے عنوان بالا کا نمبر چہارم پیشتر شائع ہو گیا۔ ناظرین کرام معاف فرمائیں۔ ایڈیٹر

جب مولینا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب سے رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید مصنفہ عالیجناب پادری عبد الحق صاحب کا کچھ بھی جواب باصواب بن نہ آیا تو آخر کار آپ نے اُن ہتھیاروں سے کام لینا چاہا کہ جو اہلِ نظر اور معتبران و محققان اور نقادانِ سخن کی نگاہ میں بالکل ناکارہ ہوتے ہیں یعنی فریق مخالف کو سخت و سُست کہنا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پادری عبد الحق نے ایک رسالہ اثبات التثلیث شائع کیا ہے جس میں اصطلاحاتِ منطقیہ بہت لکھی ہیں۔ مگر بے معنی اور بے محل۔ معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نے منطق کی چند ابتدائی کتابیں پڑھی ہیں۔ بہت اچھا کیا ہے۔ مگر اُن کے طرزِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُنہوں نے اس فن کو سمجھا نہیں۔ یا وہ بوجہ کمی سرمایہ کے قادر الکلام نہیں۔ اہلحدیث مطبوعہ ۵ فروری ۱۹۲۶ء صفحہ ۱ کالم ۲

ہم مولینا صاحب کے ان الفاظ کے لئے آپ کی عنایت اور مہربانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینا نہیں چاہتے۔ لیکن پھر بھی ببانگ دہل آپ کو بتا دیتے ہیں کہ پادری صاحب موصوف بفضلِ خدا منطق دانی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور اس شریف فن کے ماہر بلکہ منتہی ہیں۔ اور اس کا استعمال بھی خوب جانتے اور قادر الکلام اور شہسوار ہیں۔ لیکن افسوس ہے تو یہی کہ آپ نے اُن کے رسالہ کے دلائلِ منطقیہ کو





ابھی تک رد نہیں کیا۔ اور نہ آپ کو ابھی تک یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے ان دلائل سے کیا کیا نتائج نکالے ہیں اور اُن سے کیا کیا کام لیا ہے۔ آپ پر فرض تھا کہ اُن کے پیش کردہ دلائل اور اُن کے نتائج سے بحث کرتے اور دکھا دیتے کہ پادری صاحب راہ مستقیم پر نہیں چلے۔ مگر آپ ہیں کہ نہ تو کسی دلیل اور اس کے نتیجے کو رد کرتے ہیں اور نہ کسی قسم کا ضعف دکھاتے ہیں۔ بلکہ اصل دلیل اور اس کے نتیجے کو پس پشت ڈالکر دور از کار باتوں ہی سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے جوابی مضامین سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے اور ناظرین منطق کی نظروں سے یہ بھی امر پوشیدہ نہیں رہا۔ صرف تعلّی اور خودستائی سے کام نہیں چلا کرتا

ورنہ کس نگوید کہ دوغ من ترش است

مکتفر مولینا صاحب! سُنئے۔ پادری صاحب موصوف کا قول یہ ہے کہ ذات واجب تعالیٰ کی وحدت ان مفہومات سے منزہ ہے۔ کیونکہ واحد بالتشخص ہونے سے لازم آئیگا کہ وہ کسی کلّی متواطی کی طرف مضاف ہو۔ اس پر آپ منطق دانی کی ہوا میں بھر کر فرماتے ہیں کہ "کیا واحد بالتشخص کُلّی مشکک کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا؟" چہ خوب۔

برین عقل و دانش بباید گریست

مہربانِ من! اگر واجب الوجود کو کُلّی مان لیں اور خدا تعالیٰ اُس کا فرد "واحد * بالتشخص" ہو تو وہ مضاف الیہ کلی یعنی واجب الوجود ہرگز ہرگز مشکک نہیں ہو سکتی۔ ورنہ لازم آئیگا کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور بھی واجب الوجود ہوں اور وہ بااولیت و اولویت یا بہ شدت و ضعف یا بزیادت و نقصان ہونگے اور یہ سب امورات واجب الوجود کے منافی ہیں۔

میرے معزز و محترم مولینا صاحب! اگر وجود کلّی پر بحث ہوتی تو اُس کو کلّی مشکک کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ واجب الوجود پر ایک معنی میں صادق آئیگا اور ممکن الوجود کے لئے دیگر معنی میں۔ جیسا کہ تعریفات میں لکھا ہے۔ المشکک:۔ هو الکلی الذی لم یتساو صدقه علی افراده بل کان حصوله فی بعضها اولی او اقدم او اشد من البعض الآخر کالوجود فانه فی الواجب اولی و اقدم و اشد مما فی الممکن۔ یعنی یہ وہ کلّی ہے کہ جس کا صدق اپنے افراد پر مساوی نہو۔ بلکہ اُس کا حصول بعض افراد میں دیگر بعض سے اولیٰ یا اقدم یا اشد ہوتا جیسے وجود کہ وہ واجب میں ممکن کی بہ نسبت اولیٰ اور اقدم اور اشد ہے (کتاب التعریفات سید جرجانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۲) مگر کُلّی واجب الوجود کو مشکک قرار دینا آپ کی سادہ لوحی ہے اور منطق فہمی سے بعید۔ آیئے صاحب۔ ہم آپ کو ابتدائی کتابوں ہی سے واجب الوجود کی تعریف بتائیں۔ سُنئے!

واجب الوجود۔ هو الذی یکون وجوده من ذاته ولا یحتاج الی شیء اصلاً۔ یعنی وہ جس کا وجود اپنی ذات سے ہو اور شئے دیگر کی طرف ہرگز محتاج نہو (تعریفات سید جرجانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۵)

اور ہم یہ بھی دکھا دیتے ہیں کہ تہذیب میں بھی آپ نے لغزش کھائی ہے۔ کیونکہ اُس میں صاف لکھا ہے کہ المفهوم ان امتنع فرض صدقه علی الکثیرین فجزئی والا فکلی امتنعت افراده او امکنت ولم توجد او وجد الواحد فقط مع امکان الغیر او امتناعه او الکثیر مع التناهی او عدمه یعنی مفہوم اگر عقل اس کے کثیرین پر صادق ہونے کو جائز نہ رکھے تو جزئی ہے ورنہ کُلّی۔ اس کے افراد ممتنع ہوں یا ممکن اور موجود نہ ہوں۔ یا فقط ایک فرد موجود ہو اور دیگر فرد ممکن ہو یا ممتنع یا زیادہ افراد پائے جائیں۔ متناہی ہوں یا غیر متناہی۔ پس اس کے مطابق بھی واجب الوجود وہ کلّی ہے کہ جس کی ایک فرد پائی جاتی ہے اور دوسری فرد کا پایا جانا محال ہے۔ پس جبکہ واجب الوجود کُلّی کا دوسرا فرد ہی از روئے تہذیب محال مطلق ہے۔ تو پھر آپ اس کو کُلّی مشکک کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ اب مولینا صاحب آپ ہی فرما دیجئے کہ کون بے علم ہے؟ اور ہم نے آپکو آپ ہی کی تہذیب سے ثابت کر کے دکھا دیا کہ آپ پادری صاحب کے مقابلہ میں از روئے تہذیب بھی گر گئے ہیں۔

خوب یاد رکھئے کہ پادری صاحب واجب الوجود کلّی کے متعدد افراد نہیں مانتے۔ ملاحظہ ہو رسالہ اثبات تثلیث صفحہ ۸ سطر ۷ و ۸ "لیکن اہل انجیل یہ ذات الوہیم کے تین مختلف افراد کے قائل ہی نہیں۔ بلکہ اُس کی وحدت میں اقانیم کی ایسی تثلیث مانتے ہیں کہ جس میں کسی قسم کی تفریق خارجی کو دخل ہی نہیں"۔ اب اگر آپ میں ہمت ہو تو دکھاؤ کہ واجب الوجود کُلّی مشکک ہے۔ ورنہ اپنے الفاظ سے جو آپ نے پادری صاحب کی اعلےٰ علمیت و بے بدل قابلیت کے برخلاف تحریر کئے ہیں سخت نادم اور منفعل ہوں۔ آپ نے اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۲۶ فروری ۱۹۲۶ء میں پادری صاحب کی دلیل تو ادھوری سی نقل کر کے دکھا دی ہے۔ مگر کیا مجال کہ کلّی متواطی و مشکک کی بحث کے اور کسی مقام کو چھونے سے چھوا بھی ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کلام اور دلیل کو سمجھ بھی نہیں سکے۔ جواب باصواب لکھنا تو کارے دارد والا معاملہ ہے۔

(باقی آئندہ)

* نوٹ۔ ایک اور طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ آپ نے اشارۃً "واحد بالتشخص" کلّی کے متعلق ہوا شدہ کہہ دیا ہے لیکن یہ امر صاف طور سے واضح نہیں کیا کہ آپکے نزدیک واجب تعالیٰ کی وحدت وحدت تشخصی کی قبیل سے ہے یا نہیں؟ اور اگر اُسے واحد بالتشخص کہیں تو وہ اکیلا دیکھا بھلا سکتا ہے۔ ہم آپ کو بتا دیتے ہیں کہ واحد بالتشخص کُلّی نوع کی طرف مضاف ہوتا ہے اور نوع کو کلّی متواطی کہنے سے کسی صاحب علم کو انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ منہ

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

کیفیت مباحثہ سیالکوٹ
اور
پیغام صلح لاہور

اخفائے کلمۃ الحق کچھ عرصہ کے لئے آپ فرض کیجئے کہ بقول ایڈیٹر صاحب ہم ایسے ہی تھے جیسا کہ اُنہوں نے ہمیں سمجھا ہے۔ یعنے ہماری یہ نیت تھی کہ "مخالف فرقہ ہائے اسلام کو قادیانیوں پر اکسائیں" لیکن کیا قادیانی اصحاب کے لئے یہ واجب تھا کہ وہ امر حق کے اظہار اور تبلیغ کرنے سے محض مخالفین کے اکسا جانے سے باز رہتے؟ اور اپنی بزدلی کا اقرار کرتے؟

مرزا صاحب نے سب مسلمانوں کا دل دکھایا خود جناب مرزا صاحب مرحوم نے "مخالف فرقہ ہائے اسلام کے اکسانے" میں کونسی کسر باقی رکھ چھوڑی تھی جسکو ہم پورا کرتے؟ اسلام کے تمام فرقوں کو یک لخت دائرہ اسلام سے خارج کر دینا کیا کوئی بات نہ تھی؟ امت محمدیہ کے مقدس علماء کو یہودیوں سے تشبیہ دینا اگر زخم پر نمک پاشی نہ تھی تو اور کیا تھی؟ اسلام کے ایک مقدس اور معصوم نبی سے اپنے آپ کو افضل بتانا اگر کل دنیائے اسلام کو اکسانا نہ تھا تو اور کیا تھا؟ اور کیا اسلام کا بچہ بچہ مرزا صاحب کے ان اقاویل سے برسوں پہلے واقف نہیں تھا؟ پھر وہ کونسی بات باقی اور پوشیدہ رہ گئی تھی کہ جسکو اگر ہم ظاہر کرتے تو "مخالف فرقہ ہائے اسلام اُکسائے جاتے" اور مفتی محمد صادق صاحب کی خیر نہ تھی۔

کوئی نئی بات نہ تھی میں سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ نبوت مرزا صاحب پر ہم جو کچھ بھی عرض کرتے وہ النبوۃ فی الاسلام اور مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان اور اکبر مسیح مرحوم کی قرینۂ عیسوی کے استدلالات ہوتے اور انجیل اور قرآن شریف کی آیات اور بس بھلا ان میں کونسی اکسانے کی بات تھی؟

جو تم چاہو یہ آپ نے نہایت درست کہا کہ "بحث کا طریق ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ مخالف کے مسلمات کو تسلیم کر کے بحث کی جائے"۔ بالآخر ہم نے یہی کیا۔ کاش آپ نے ٹھنڈے دل سے کیفیت مباحثہ سیالکوٹ کو اول سے آخر تک پڑھا ہوتا اس کے صفحہ ۱۸ پر میرا مندرجہ ذیل خط مفتی صاحب کے نام پر درج ہے۔

سیالکوٹ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مکرم بندہ جناب مولوی مفتی محمد صادق صاحب تسلیم۔

افسوس ہے کہ جناب نے ہمارے خط نمبر ۴ کا بھی جواب عنایت نہیں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی صورت سے بھی مباحثہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چونکہ ہم کو ہر طرح سے جناب کی خاطر رکھنا منظور ہے اس لئے آپ کو پھر دعوت دیتے ہیں کہ آپ بذات خود تشریف لا کر ہم سے بلا کسی شرط و قید کے اتفاقی مضامین پر مباحثہ فرما دیں اور ہم نبوت مرزا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ ہر طرح سے آپ پر اتمام حجت ہو جائے"

جب چاہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہم نے یہ کیا کہ مفتی صاحب کو زندگی بھر کا چیلنج دیدیا ہے کہ جس مضمون پر اور جس مقام پر اور جب کبھی وہ چاہیں مجھ سے مباحثہ کریں"۔ (کیفیت مباحثہ سیالکوٹ صفحہ ۲۲) اب ذرا انصاف سے کہنا کہ ہماری نیت کیا تھی؟ "مخالف فرقہ ہائے اسلام کو اکسانا" یا مفتی صاحب کو قادیان کے دار الامان میں پہنچانا۔
مسلمانو تمہیں انصاف سے کہیو خدا لگتی

ملازم کون تھا اور کس کا؟ پھر آپ لکھتے ہیں کہ "سیالکوٹ کے عیسائیوں اور احمدیوں کے عنوان کے ماتحت پادری صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی ملازمت اور دعوٰے پر تمسخر کیا۔ تعجب ہے کہ ایک بڑھئی کے لڑکے کی حیثیت جو ایک غالباً دو پیسہ روزانہ کا بھی کام اپنے باپ کی دوکان پر نہ کرتا ہوگا اور پھر دوسرے وقت خدائی کا مدعی بن بیٹھا پادری صاحب کے ذہن سے کیوں اُتر گیا"۔ میں کہتا ہوں کہ ہرگز تمسخر نہیں کیا بلکہ سیالکوٹ کی اہمیت دکھانا تھا اور بس۔ البتہ میں بذات خود ملازمت کو ایک طرح سے معیوب سمجھتا ہوں اور یہ سعدی علیہ الرحمۃ سے میں نے سیکھا ہے کہ

بدست آہک تفتہ کردن خمیر
بہ از دست بر سینہ پیش امیر

اور پھر ملازمت بھی ۱۵ روپیہ کی! لاحول ولا۔ (اخبار پیغام صلح ۲۷/۵/۲۵ مرزا صاحب کے حالات لکھتا ہوا تحت عنوان "سرکاری ملازمت" رقمطراز ہے کہ "آپ صرف اس تھوڑی سی تنخواہ پر ہی گذر اوقات کے لئے بمشکل مکتفی ہو سکتے ہے۔ والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں بیٹھے رہے"۔ ایک ملازمت اور پھر اس میں گذارہ نہ ہو سکے۔ اور ملازمت بھی انگریزوں کی۔ مرزا صاحب ہی تو ہیں جنہوں نے لکھدیا ہے کہ "روس اور انگریز ہی یاجوج و ماجوج ہیں"۔ مگر مسیح کبھی یاجوج ماجوج کے نوکر نہیں ہوئے۔ فقان)

مالک اور نوکر مسیح کو "دو پیسہ روزانہ" کہاں سے ملجاتے وہ تو رات دن "بڑھئی کے لڑکے کی حیثیت سے" اپنے جھوٹے مثیلوں کے لئے "تابوت" بنانے میں مشغول رہا کرتا تھا اور وہ بھی "اپنے باپ کی دکان پر"۔ نہ کسی غیر کے ۱۵ روپے ماہوار پر ملازم ہو کر۔ آپ کیفیت مباحثہ سیالکوٹ کے آخری حصہ کے متعلق جہاں مسٹر موسٰی خان نے مرزا صاحب کے دعاوی کے چند اقتباس بطور نمونہ پیش کئے ہیں لکھتے ہیں کہ۔ "آخری باب میں پادری صاحب نے ملانوں کے اعتراضات نقل کئے ہیں جو وہ حضرت صاحب پر کیا کرتے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ ان کو نقل کرنے سے



پہلے حضرت مسیح کے دعاوی مندرجہ موجودہ اناجیل پر نظر رکھتے اور یہودی جو اعتراض حضرت مسیح پر کرتے ہیں مطالعہ کر لیتے"۔ چندہ بر پور! یہودیوں نے تو حضرت مسیح پر اعتراضات کئے ہیں بلکہ آنحضرت صلعم پر ان سے بڑھکر اعتراض کئے ہیں اور مسیحیوں نے اُن کو دندان شکن جواب بھی دیسے ہی دئے ہیں۔ لیکن آپ کیوں **خاموش** ہیں؟ مرد بنکر **ملّانوں** اور مسیحیوں کے اعتراضات کے جواب کیوں نہیں دیتے؟ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے۔

آیندہ جھوٹے آئینگے

آپ اپنے ریویو کو ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ:-

"سب پیغمبروں کی احمدی تو عزت کرتے ہیں۔ بے عزتی اس نے کی جس نے کہا کہ سب چور اور بٹمار گذر چکے ہیں اور آیندہ بھی جھوٹے ہی آئینگے"۔ احمدی جس طرح سے سب پیغمبروں کی عزت کرتے ہیں وہ تو سب پر ظاہر ہے۔ جس بیہودہ لہجہ میں (متی ۱۳: ۵۵) آپ نے اسی مضمون میں مسیح کو خطاب کیا ہے۔ ہمارے لئے اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ "احمدی سب پیغمبروں کی تو عزت کرتے ہیں"۔ اگر ہمیں اختصار کا خیال نہ ہوتا تو یہ بھی تبلا دیتے کہ آپ کے استادِ ازل نے بھی سب پیغمبروں کی خوب عزت کی ہے۔ بالفعل اتنا ہی کافی ہے کہ

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

چوروں و بٹماروں کے وکیل

یہ آپ نے لطف کی کہی کہ بے عزتی اُس نے کی جس نے کہا کہ سب چور اور بٹمار گذر چکے ہیں اور آیندہ بھی جھوٹے ہی آئینگے"۔ اے چوروں اور بٹماروں کی وکالت کرنے والے! آپ نے ہمیں طعن کے طور پر یہ کہا تھا کہ ہم نے "**ملّانوں**" کے اعتراضات نقل کئے ہیں۔ کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر کہنا کہ یہ اعتراض کہاں سے آپ کے قلب سلیم پر مصادم ہوا؟ آخر وہی "ملّانوں" کی کاسہ لیسی ہے نا! کاش آپ خود انجیل کو کھول کر پڑھ لیتے۔ لیکن مجھ کو تو یہاں تک شک ہے کہ آپ کے پاس انجیل ہے بھی یا خبر۔ بہر حال ہم آپ کی طرح بزدل نہیں کہ "**ملّانوں**" کے اعتراضات کنکر پیچھا چھوڑالیں۔ اب جواب سُن لیجئے۔

مسیح اور پوری آیت یہ ہے "جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں۔ مگر بھیڑوں نے اُن کی نہ سُنی" (یوحنا ۱۰: ۸) اب چور اور ڈاکو یا بٹمار کی **تشریح** سُنئے جو اسی باب کی پہلی آیت میں ہے۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی دروازے سے بھیڑ خانے میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اور کسی طرف سے چڑھ جاتا ہے وہ چور اور ڈاکو ہے"۔ **دروازہ** سے کیا مراد ہے اس کی **تشریح** بھی انجیل کے الفاظ میں سُنئے جو اسی باب کی ساتویں آیت ہے۔ "یسوع نے اُن سے پھر کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں"۔ جب تک کہ کسی کا دل تعصب کے ظلمت آلود مواد سے سیاہ نہ ہو چکا ہو اور اُس کی عقل پر پتھر نہ پڑ چکا ہو وہ اس باب کو غور سے پڑھ کر ہرگز یہ نہیں کہہ سکیگا کہ چور اور ڈاکو سے مراد یہاں پر معاذ اللہ **انبیاء سابقین** ہیں انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام تو مسیح سے پہلے آچکے تھے وہ کس طرح مسیح کے دروازہ میں جو ان کے بعد آچکے ہیں داخل ہو سکینگے؟ بلکہ یہاں چور اور ڈاکو سے یہودیوں کے وہ **مکار اور دغاباز جھوٹے اور فریبی** چرواہے مراد ہیں جو مسیح کی تکذیب اور توہین کرتے تھے اور جو یہ کہتے تھے کہ موسےٰ کے گدی نشین ہم ہی ہیں۔ مسیح کون ہوتا ہے وہ تو کل کا بچہ ہے۔ ہم اس سے پہلے کے مقتدا ہیں۔ اور یوں بندگان خدا کو گمراہ اور برباد کرتے تھے۔ مسیح نے ایسے چرواہوں کے حق میں کوئی نئی بات نہیں کہی بلکہ وہی کہا جو خدا نے پہلے سے انبیاء سابقین کی معرفت ان کے حق میں کہا تھا کہ "اور خداوند کا کلام مجھے پہنچا اور اُس نے کہا اے آدم زاد اسرائیل کے چرواہوں کا **مخالف** ہو کے ان سے نبوت کر ہاں نبوت کر اور اُن سے کہہ **چرواہوں** کو یہ بات کہ خداوند یہوواہ **چرواہوں** کو یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل کے **چرواہوں** پر جو آپ اپنے تئیں چوپان کہلاتے ہیں **واویلا** ہے۔ کیا **چوپانوں** کو یہ بات لائق نہ تھی کہ گلوں کو چرائیں .... تم نے کمزوروں کو توانائی نہیں بخشی اور بیماروں کو چنگا نہیں کیا اور ٹوٹے ہوئے کو نہیں باندھا اور وہ جو ہانکے گئے ہیں اُنہیں پھیر نہیں لائے اور جو کھوئے ہوئے تھے اُن کو نہیں ڈھونڈا بلکہ **بے مروتی سے اور بے رحمی** سے اُن پر حکومت کی .... خداوند یہوواہ فرماتا ہے کہ دیکھ میں چرواہوں کا **مخالف** ہوں اور اپنا گلہ اُن کے ہاتھ سے طلب کرونگا اور انہیں گلہ بانی کی خدمت سے **معزول** کرونگا اور چرواہے بھی کھا نہ سکینگے۔ کیونکہ میں اپنا گلہ اُن کے منہ سے چھڑاؤنگا کہ وہ اُن کی خوراک نہ ہوں"۔ (حزقیل نبی ۳۴ باب آخر تک)

ان **چرواہوں** پر واویلا ہے جو میری چراگاہ کی بھیڑوں کو **ہلاک اور پریشان** کرتے ہیں خداوند کہتا ہے۔ اس لئے خداوند اسرائیل کا خدا ان **چرواہوں** کی **مخالفت** میں جو میری قوم کو چراتے ہیں یوں کہتا ہے کہ تم نے میرے گلہ کو پراگندہ کیا اور انہیں **ہانک نکالا اور نگہبانی** نہیں کی۔ دیکھو میں تمہارے کاموں کی **بُرائی تم پر ڈالونگا**"۔ (یرمیاہ نبی ۲۳: ۱-۴) نیز دیکھو زکریا نبی کی کتاب ۱۱: ۴-۷۔

مولینا روم نے بھی ایسے ہی **چرواہوں** کے حق میں کیا ہی خوب کہا ہے کہ ؎

بسا ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستے نباید داد دست

خود ہندوستان میں اس قسم کے چرواہوں کی سینکڑوں نظیریں موجود ہیں۔ اگر آپ ہم سے مطالبہ کریں تو نام ونشان سمیت تبلادیے جائینگے۔

وہ چور اور بٹمار کون ہیں | بہت تنگ ہمارے منجی نے آئیندہ آنے والے جھوٹے مسیحوں کی جو مسیح کے نام سے آتے ہیں تکذیب کی ہے۔ تاکہ بندگانِ خدا اُن کے پنجۂ کفر و ضلالت سے بچیں اور آنحضرت صلعم نے نہ صرف مسیح کے قول پر مہر کردی بلکہ ان کذابوں کی تعداد بھی تبلادی۔ لہٰذا اُن کے بعد جو شخص بھی دعوئے مسیحیت یا نبوت کرے۔ دونوں کے نزدیک دجّال اور کذاب ہے

باقی رہا گنہ گار پیدا ہونے کا مسئلہ۔ اس پر ہماری اور مقدس آپ کی فیصلہ کن بحث ہوچکی ہے جبکہ آپ نے ہبوط نسل انسانی میں دیکھ لیا ہے۔ فقط

سلطان

سہارنپور کنونشن

تاریخ اپریل، لغایت اپریل ۱۲ ۱۹۲۶ء

مضمون مسیح ہمارے روزانہ تجربہ میں

پیغمبران۔ ڈاکٹر چیمبر صاحب چرچ مین

ڈاکٹر اسٹینل جونس صاحب۔ ڈاکٹر بک صاحب۔ پادری بھجول صاحب۔ پادری ٹھاکر داس صاحب۔

خاص امور غور طلب (۱) صرف ۱۲ر میں پورے ایام کیلئے چارپائی۔ روشنی۔ صفائی۔ رہائش کا انتظام ہوگا (۲) خوراک ارزاں دستی کنونشن کے مقام پر ملیگی (۳) موجودہ کلیسیا کے تمدنی حالات کے بارہ میں روزانہ کانفرنس ہوگی (۴) فریق بفریق تلاوت کلام ہر روز ہیر کو ہوا کریگی۔

کن کن چیزوں کی ضرورت ہے (۱) آپکی ضرورت ہے (۲) آپکی دعا کی ضرورت ہو (۳) آپکے دوستوں کی ضرورت ہے۔

تواریخ کنونشن کو یاد رکھئے اپریل، لغایت ۱۲ ۱۹۲۶ء اور مفصل کیفیت پادری امرداس ایم۔ اے مشن دہلی سے دریافت کیجئے

آئیے میدان میں اُتریئے

نوجوانو! آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ماہ اپریل ۱۹۲۶ء میں ایک نظمی مقابلہ ہوگا۔ جس کا انعام نقرۂ سیم ہوگا۔ یہ اکرام اُس شخص کو دیا جائیگا۔ جو ذیل کی شرائط کو پورا کرتا ہُوا دوسروں کو مقابلہ میں ہرادے۔

(۱) نظم سنانے والے کی عمر سولہ برس سے پچیس برس کے اندر ہووے۔

(۲) مقابلے پر آنے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے مقام کے نظمی مقابلہ کو جیت کر آویں۔

(نوٹ) اپنے مقامی مقابلے کے شرکا کم از کم چھ ہوں۔

(۳) نظم خواندہ کو چاہئے کہ وہ اُن نظموں میں سے کسی ایک کو چنیں۔ جو ٹمپرنس ہیڈ کوارٹر لکھنو سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔ یہ نظمیں انگریزی اور رومن اُردو میں ہونگی۔ ہر نوجوان چننے کے لئے خود مختار ہوگا۔

(۴) نوجوان جو نظم پڑھیں گے نظم کو ازبر کریں اور اپنی برگزیدہ نظم کی تین نقلیں مس فیلپن صاحبہ گورسوامپور کے پاس یکم اپریل سے پیشتر بھیج دیں۔ نیز لازمی ہے کہ وہ اپنے نام نظم کی نقل پر لکھیں۔ ہاں اگر کوئی چٹھی ہو تو اُس پر بخوشی اپنا اسم مبارک درج فرمائیں۔

جب نقلیں مس فیلپن صاحبہ کو پہنچ جائینگی تو وہ جگہ اور وقت کا پتہ دے دینگی۔

کلکتہ ۸ مارچ۔ مشہور کانگریس مین اور سوراجسٹ مسٹر ستیش چندر چیٹرجی کو پولیس نے گرفتار کیا اور بعد ازاں بعضمانت پر رہا کر دیا۔ یہ گرفتاری بہادل پرگنہ میں کسی تقریر کی وجہ سے عمل میں آئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملزم نے کسانوں کو تشدد کرنے کی ترغیب دی۔

(بندے ماترم)

کانا کچھا میں دربار

تحقیقات و سراغ رسانی جرائم میں امداد دینے والوں کو انعامات

ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر پنجاب کی تقریر

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

۴ مارچ کو موضع کانا کچھا میں جو لاہور سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ایک دربار منعقد ہوا۔ جس میں ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر نے ضلع کی جمعیت پولیس اور محکمہ آبکاری کے اُن افسروں سپاہیوں اور عہدہ داروں اور نیز ایسے غیر سرکاری اشخاص کو انعامات تقسیم کئے جنہوں نے تفتیش و تحقیقات جرائم میں امداد و شرکت کی۔ سب سے پہلے مسٹر سی۔ ایم۔ جی اوگلیوی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع لاہور نے اُردو میں تقریر کرتے ہوئے ہز ایکسیلنسی کا خیر مقدم اور شکریہ ادا کرنے کے بعد ان خوفناک جرائم کا ذکر کیا جو کچھ عرصہ پہلے صوبہ کے متوسط علاقہ میں عوام کے لئے موجب تشویش رہے اور وہ ایسے بیان کیں جن سے اُن کا قرار واقعی انسداد ہوگیا۔ آپ نے ڈاکوؤں کے اس گروہ کا ذکر کیا جس نے شہابو اور مکموں کی سرکردگی میں ضلع کے لوگوں پر دہشت طاری کر رکھی تھی اور جس کا اب بخوبی استیصال ہوچکا ہے آپ نے کہا کہ انسداد جرائم کے لئے ایسی کارگر تدابیر اختیار کی گئیں کہ اس سال تحصیل لاہور میں خوفناک جرائم کی واردات بھی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر نے اُردو میں تقریر فرمائی۔ جس میں جناب ممدوح نے گورنمنٹ اور عوام کی طرف سے ان اشخاص کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جرائم کی سراغ رسانی میں پولیس اور آبکاری افسروں کو امداد دی۔ اور فرمایا کہ جرائم کا انسداد عزم مصمم کے ساتھ کیا جائیگا۔ تعزیری پولیس کے تعین کے بارہ میں جناب ممدوح





نے فرمایا کہ گو وہ تحریری چوکیاں قائم کرنے کے حق میں نہیں۔ لیکن اگر یہ پایا گیا کہ تحریری پولیس کے بغیر جرائم کی روک تھام نہیں ہو سکتی تو گورنمنٹ مجبوراً ایسی چوکیاں متعین کریگی۔

نقد انعامات کی مالیت نو ہزار روپیہ سے زیادہ تھی

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے اُن اشخاص کو انعامات تقسیم فرمائے جنہوں نے جرائم کی تفتیش و تحقیقات کے علاوہ آبکاری قوانین کی خلاف ورزیوں مثلاً شراب کی ناجائز کشید اور کوکین اور دیگر آبکاری اشیاء کی خلاف قانون خرید و فروخت کے متعلق سراغ رسانی اور مخبری کی اور مجرموں کی گرفتاری میں پولیس اور آبکاری افسروں اور عہدہ داروں کو مدد دی۔ اس قسم کے تقریباً ۱۲۰ اشخاص کو نو ہزار روپیہ سے زیادہ مالیت کے انعامات عطا کئے گئے۔ جن میں پولیس اور محکمہ آبکاری کے افسر اور عہدہ دار غیر سرکاری اشخاص اور دیہہ اہلکار بھی شامل تھے جنہوں نے بھائی پھیرو کے واقعہ قتل کی تحقیقات میں پولیس کو مدد دی تھی۔ سب سے قابل ذکر انعامات بھائی پھیرو کے واقعہ قتل اور شہابو اور گوں کے قاتلوں اور ڈاکوؤں کے گروہ کے متعلق تھے۔

ایک ہیڈ کنسٹیبل کو ایک مربعہ زمین انعام ملنے کا قابلِ ذکر واقعہ

انعام حاصل کرنے والوں میں ایک شخص وسطی رام ہیڈ کنسٹیبل تھا۔ اس نے ایک مجرم کو گرفتار کرنے کے لئے اپنی جان خطرہ میں ڈال دی تھی۔ اور گو اس پر گولی چلائی گئی تھی لیکن وہ مجرم کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کارگزاری کے صلہ میں اسے چالیس روپے انعام میں ملے۔ لیکن جب ہز ایکسیلنسی نے اُس کی بہادری کا ذکر سنا تو جناب ممدوح نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ وہ بر سر دربار جناب ممدوح کی طرف سے اس امر کا اعلان ابھی کر دیں کہ ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر وسطی رام ہیڈ کنسٹیبل کو ایک مربعہ قطعہ اراضی انعام میں عطا فرماتے ہیں۔ حاضرین نے ہز ایکسیلنسی کے اس اعلان کو نہایت مسرت سے سنا۔ اس دربار نے گرد و نواح میں نہایت دلچسپی پیدا کر دی تھی اور انعامات کی تقریب دیکھنے کے لئے اردگرد کے علاقہ سے بہت سے لوگ جمع ہوئے تھے۔

سرکاری اطلاع

حسن ابدال میں ڈاکہ

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۱۳ اور ۱۴ مارچ کی درمیانی رات کو اٹھارہ آفریدیوں نے حسن ابدال ضلع اٹک کے ایک ساہوکار کو لوٹ لیا۔ پولیس نے باقاعدہ انتظام کے ساتھ ایسے اشخاص کی مدد سے جن کے پاس اسلحہ رکھنے کے لائسنس موجود ہیں سب انسپکٹر پیر سجادل شاہ کی سرکردگی میں ڈاکوؤں کا ہوشیاری سے مقابلہ کیا اور چار ڈاکوؤں کو ہلاک اور ایک ڈاکو کو زخمی کر دیا۔ پولیس اور مذکورہ بالا لائسنس دار اشخاص توڑے دار اور چھرے والی بندوقوں سے مسلح تھے۔ اُن کے بالمقابل ڈاکوؤں کے پاس ۳۰۳ رائفلیں تھیں۔ ڈاکوؤں کے ساتھ مقابلہ کے دوران میں ایک کانسٹیبل ہلاک اور ایک چوکیدار زخمی ہو گیا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس فی الفور جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور اُن کے بعد صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سول سرجن علی الصباح آ گئے یقین کیا جاتا ہے کہ ڈاکوؤں کے گروہ کے دیگر افراد چھپے ہوئے ہیں۔ اُن کا تعاقب جاری ہے اور انہیں گرفتار کرنے کے لئے تمام راستے اور چوکیوں پر پہرے لگا دیئے گئے ہیں۔ پولیس کی عمدہ کارگذاری اور عوام کے باموقع اور شاندار اتحادِ عمل سے لوگوں میں اعتماد کا احساس بحال ہو گیا ہے اور اب صورت حالات پر امن ہے۔

خبریں

دہلی ۲۴ مارچ۔ آج کے اجلاس کے ایجنڈہ میں سوالات کی ایک طویل فہرست درج تھی۔ زیادہ تر دلچسپی مسٹر کوٹمین ڈائرکٹر پبلک انفرمیشن کے متعلق اور گورنمینٹ کے پرائیوٹ سکریٹری کی سندھ کے ہندوؤں کے نام چٹھی کے متعلق سوالات کے ساتھ لی جاتی تھی ہوم ممبر نے اس چٹھی کے متعلق کوئی رائے ظاہر کرنے یا کارروائی کرنے سے انکار کر دیا۔ سوالات و جوابات میں صرف ½ گھنٹہ وقت صرف ہوا۔

(بندے ماترم)

لنڈن ۵ مارچ۔ ہوس آف کامنز میں مسٹر ہرٹل دریافت کرینگے کہ کیا گورنمنٹ آف انڈیا سیاسی قیدیوں کے مقدمات پر غور کریگی۔ اور جہاں تک اس کے لئے ممکن ہو اُس پر مقدمہ چلائیگی۔

(ر)

بمبئی ۲۴ مارچ۔ انڈین ڈیلی میل کے اندور کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ آج کے روز مہاراجہ کی دست برداری کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے تمام دوکانیں بند کی جائینگی۔

(ر)

بمبئی ۲۴ مارچ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اندور کے سابق مہاراجہ نے اپنی دست برداری کے متعلق وزیر ہند اور شاہ انگلستان کے پاس اپیل کی ہے۔

(ر)

آج ۲۴ مارچ کو کمپنی باغ دہلی میں زیر اہتمام کانگرس کمیٹی ایک جلسہ عام ۶ بجے شام کو منعقد ہوگا۔ جس میں اسمبلی کے ممبران مسٹر سیو اسرا اینگر و دیگر لیڈران کے علاوہ مسٹر ٹی پرکاشم آف مدراس و بابو راجندر پرشاد (بہار) سوراجسٹ ممبروں کے

اسمبلی سے چلے آنے کے فعل پر اظہار خیالات فرمائینگے

(ا۔پ)

دہلی ۶ مارچ۔ آج ایک بجکر ۲۰ منٹ پر سوراجی ممبران اسمبلی سے اُٹھ کر آگئے۔

(ا۔پ)

لنڈن ۵ مارچ۔ ٹائمس کا نامہ نگار۔ اطلاع دیتا ہے کہ مدام لامبرنیو جو اب نیو سٹی کے گرد و نواح میں رہتی ہیں شہزادہ کیرول کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کرنے والی ہیں۔ وہ شہزادہ پر دس لاکھ فرینک کے نقصان کا دعوےٰ کرینگی جو رومانیہ کی عدالت عالیہ نے شہزادہ کے ساتھ اُن کی شادی کا فسخ کر کے انہیں پہنچایا ہے نیز جو لڑکا شہزادی کا اُن کے پاس ہے اس کی تعلیم کے لئے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ مدام لامبرنیو کا دعوےٰ ہے کہ وہ اس تنسیخ نکاح پر صرف رضامند ہوئی تھی کہ اُن سے کہا گیا تھا کہ بعض خاندانی ضرورتوں کی وجہ سے وہ ناگزیر تھا۔

ایک عدالتی پروانے کی تعمیل شہزادہ پر کی گئی ہے جو شان ایلیزے کے ایک شاندار ہوٹل میں مدام لوپیکو کے ساتھ مصروف عیش ہیں۔

(ا۔پ)

پیرس ۸ مارچ۔ کپتان کارٹن کیننگ جو غازی عبد الکریم کے برطانوی قاصد تھے جب لنڈن جانے لگے تو اُن سے ملاقات کی گئی۔

انہوں نے اس ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ اگر صلح کی گفت و شنید جلد نہ شروع ہو گئی تو غازی محمد بن عبد الکریم اگلے مہینہ میں جارحانہ کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور غازی ممدوح یہ کہہ چکے ہیں کہ وہ ابھی دو سال تک فرانسیسی اور ہسپانوی افواج کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

(ا۔پ)

لنڈن ۶ مارچ۔ جنرل ملاناستر ے ہسپانوی جنرل جس کے زخمی ہونے کی خبر شائع ہو چکی ہے جو ریفیوں کے ۵ مارچ کے بنی اسمار پر حملہ کے دوران میں زخمی ہوئے تھے فوت ہو گئے۔

(ا۔پ)

پیرس ۶ مارچ۔ فرانس کی چیمبر میں ڈپٹی تینگر فرانس کی چیمبر کو توڑ دینے کے متعلق رزولیوشن پیش کرینگے۔ تاکہ چیمبر کا دوبارہ انتخاب کر کے موجودہ صورت حالات کا مقابلہ کیا جائے۔

(ا۔پ)

ریگا ۷ مارچ۔ یونان میں ۱۱ جون کو ورلڈ چرچ کونسل کا اجلاس منعقد ہوگا۔ اور اس میں دنیا بھر کے چرچوں کے نمائندے شامل ہونگے

(ا۔پ)

دہلی ۸ مارچ۔ آج پھر کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس منعقد ہوا۔ دو سوالات کے جواب کے بعد سوراجیوں کو اپنے رزولیوشن پیش کرنے سے انکار کر دیا اور چھ کے چھ سوراجی ممبر اُٹھ کر چلے آئے۔ اس کے بعد کارروائی لالہ رام سرن داس کے رزولیوشن سے شروع ہوئی۔

(ا۔پ)

برلن ۹ مارچ۔ روس اور وسطی یورپ کے شاہ پسندوں کا ایک خفیہ جلسہ ۲ مارچ کو میونچ میں منعقد ہوا۔ جن معاملات پر بحث کی گئی اُن کا ابھی تک پتہ نہیں لگا۔ روسی لوگ جو لنڈن اور پیرس سے آئے بحیثیت نمائندگان گرینڈ ڈیوک کریل۔ شہزادی مریا گرینڈ ڈیوک نکول شامل کئے گئے ہیں۔ انہوں نے کل تمام جرمنی کے شاہ پرستوں کے ساتھ کانفرنس کی لیکن ہنگری کے شاہ پرستوں کی آمد تک اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔

(ا۔پ)



اگرچہ وہ اہلِ یہود کے ذریعہ دنیا میں نازل ہوئیں اور نہ صرف وہ اہلِ یہود کے لئے ہی نور۔ اور ہدایت ہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے وہ مستند اور معتبر ہیں اور ان کے احکام سب پر حاوی ہیں"۔ "وہ کتاب جو موسےٰ لایا بنی نوعِ انسان کے لئے نور اور ہدایت ہے"۔ (انعام ۹۲) "ہم نے موسےٰ کو کتاب دی جو بنی نوعِ انسان کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے شاید کہ وہ لوگ نصیحت قبول کریں" (قصص ۴۳)۔ "بالتحقیق ہم نے موسےٰ اور ہارون کو فرقان دیا۔ جو خدا پرستوں کے واسطے نور اور نصیحت ہے"۔ (انبیا ۴۹) اور مبادا مسلمان یہ خیال کریں کہ یہ کُتبِ سماوی ہمارے واسطے نہیں ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔ "اَے ایمان والو ...... ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اس نے رسول پر اُتاری اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے اُتاری اور جو کوئی منکر ہوا اللہ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے پس وہ دُور کی گمراہی میں جاپڑا"۔ (نساء ۲۰) اور "اے پیغمبر (یاتھ اے دوہیں) جو یقین کرتے ہیں جو کچھ تجھ پر اُترا اور جو کچھ تجھ سے پہلے اُترا"۔ نہ صرف یہ مسیحی کُتبِ مقدسہ اہلِ اسلام کے لئے ہی مستند ہیں اور ان پر بھی ان کے احکام کی پیروی واجب ہے۔ بلکہ خود رسولِ عربی اس کے احکام پر چلنا موجبِ سعادتِ دارین خیال فرماتے تھے۔ "(اے پیغمبر) تو کہہ (اے منکرین) اگر تم سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو ہدایت میں ان دونوں (قرآن و توریت) سے بڑھ کر ہو تو میں اُسی پر چلنے لگونگا"۔ (قصص ۴۹) بلکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد کو حکم دیا تھا کہ "اگر تو اس کی طرف سے جو ہم نے تیری طرف اُتاری شک میں ہے تو ان سے پوچھ جو تجھ سے پہلے والی کتاب پڑھتے ہیں۔ بالتحقیق تیرے پاس تیرے رب سے حق آیا ہے۔ پس تو شبہ لانے والوں میں سے مت ہو"۔ (یونس ۹۴) کیا اس سے زیادہ زبردست شہادت ممکن ہوسکتی ہے۔ پس ان چند اقتباسات سے ظاہر ہے کہ مسیحی کُتبِ مقدسہ نہ صرف اہلِ یہود کے لئے بلکہ کل بنی نوعِ انسان کے لئے۔ دنیا جہان کے پرہیزگاروں کے لئے۔ اہلِ اسلام کے لئے اور پیغمبرِ اسلام کے لئے نور۔ ہدایت رحمت اور نصیحت ہیں جن کے احکام ہر مومن پر فرض ہیں

چہارم۔ اب ہم قرآن مجید سے یہ ثابت کرینگے کہ خداوند مسیح کا پیغام کل دنیا کے لئے تھا اور صرف اہلِ یہود تک ہی محدود نہ تھا۔ سورہ مومنین میں وارد ہے۔ "اور بالتحقیق ہم نے موسےٰ کو کتاب اس غرض سے عنایت کی تھی کہ لوگ اس سے ہدایت پائیں اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کی) نشانی بنایا" (آیت ۵۱ ترجمہ نذیر احمد) کیا خدا کا مقصد یہ تھا کہ اس کی نشانیاں صرف اہلِ یہود تک ہی محدود رہیں۔ کیا وہ تمام کائنات کے لئے نہیں ہیں۔ پس مطلب یہ ہُوا کہ ابنِ مریم آیت اللہ ہیں اور کل جہان کے لئے خدا کی قدرت کی نشانی ہیں تاکہ اس کے ذریعہ خدا کی قدرت کا ظہور تمام بنی نوعِ انسان پر ہو۔ تب ہی قرآن کہتا ہے "جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی نشانیوں سے اس کے واسطے سخت عذاب ہے"۔ (عمران ۴)

پھر خداوند کے عالمگیر مشن کی نسبت قرآن میں لکھا ہے۔ "خدا نے (اے پیغمبر) تم پر یہ کتاب برحق اُتاری جو ان (آسمانی کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے (نازل ہوچکی) ہیں اور اسی نے (اس سے) پیشتر بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے توریت اور انجیل کو اُتارا"۔ (عمران ۲) "اُس کو (یعنی مسیح کو) ہم نے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور توریت کی جو اس سے پہلے تھی تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے"۔ (مائدہ ۴۹)

یہاں واضح طور پر اس حقیقت کا اقبال کیا گیا ہے کہ انجیل کا پیغام نہ صرف اہلِ یہود کے لئے ہی تھا بلکہ کل پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ اور نہ صرف تمام دنیا کے پرہیزگاروں کے لئے بلکہ تمام بنی آدم کے لئے خدا نے اس کو اُتارا تھا۔ پس اس پر ایمان لانا کل بنی نوعِ انسان کے لئے فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ "کہو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسرائیل فرقوں پر اور جو ملا عیسےٰ کو اور موسیٰ کو اور نبیوں کو"۔

کیا مسیحیت اور خداوند مسیح کے پیغام کی عالمگیریت کی گواہی اس سے زیادہ زبردست ہوسکتی ہے کہ خود خداوند مسیح آیت اللہ۔ روح اللہ۔ کلمۃ اللہ قرار دئیے جائیں مسیحی کُتبِ مقدسہ کو اور پرہیزگاروں کے لئے خود سراپا ہدایت۔ امام۔ رحمت۔ نور۔ نصیحت وغیرہ قرار دیا اور مومنات پر ان کے احکام کی تبعیت فرض کردی جائے۔ اب بھی اگر کوئی مومن مسلمان مسیح کی عالمگیریت کو نہ مانے تو وہ قرآن سے سمجھے اور قرآن اُس سے سمجھے۔

برکت اللہ

نوٹس

لودھیانہ پریسبٹری کا موسم بہار کا جلسہ لودھیانہ شہر کے گرجا میں بوقت ۸ بجے صبح سے ۹ بجے صبح تک بتاریخ یکم اپریل ١٩٢٦ء پر فراہم ہوگا۔

بی کے سرکار
سٹیڈ کلرک۔ لودھیانہ پریسبٹری

اشتہار ۲/۱

پرنسپل اینگلو ورنیکولر ڈل گرلس سکول سرگودھا کے لئے ذیل کی اُستانیوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ ایک اعلےٰ اُستانی جے۔اے۔وی تنخواہ مبلغ ۸۰ روپیہ تا ۱۲۰ روپیہ تک حسب لیاقت ملیگی۔

۲۔ ایک درجہ دوم کی اُستانی ایس۔وی تنخواہ مبلغ ۵۵ روپیہ سے [illegible] روپیہ تک ملیگی

۳۔ ایک جے۔وی ہندی کے لئے اُستانی۔ تنخواہ مبلغ ۳۵ روپیہ سے ۵۰ روپیہ تک ملیگی۔

۴۔ ایک۔جے۔وی گرمکھی کے لئے اُستانی تنخواہ مبلغ ۳۵ سے ۵۰ روپیہ تک ملیگی

جملہ درخواست کنندگان کو چاہئے کہ وہ اپنی درخواستوں کے ساتھ اپنے سرٹیفکیٹس کی کاپیاں بھی جو بعد کو واپس نہ کی جائنگی پتہ ذیل پر روانہ فرمائیں۔

المشتہر۔ سکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی سرگودھا پنجاب

اشتہار ۲/۱

دفرن ہسپتال کوئٹہ (بلوچستان) کے لئے ایک ٹرینڈ نرس کی فوری ضرورت ہے تنخواہ مبلغ [illegible] روپیہ ماہوار ملیگی جس کے ساتھ دھوبی اور یونیفارم الاونس بھی ملیگا۔ دوسری نرسوں کے ساتھ ایک آرایش شدہ مکان میں رہنا ہوگا۔ درخواست کنندہ کو درخواست میں اپنی عمر لکھنا فروری ہے۔ اور نقول سندات کی ایک کاپی بھی درخواست کے ہمراہ ذیل کے پتہ پر روانہ کرنا چاہئے۔

لیڈی سپرنٹنڈنٹ
دفرن ہاسپٹل کوئٹہ
(بلوچستان)

عیدِ قیامت کیلئے خاص کتب

مردِ غمناک۔ مصنفہ پادری شائق صاحب۔ اس میں خداوند مسیح کی موت و اذیت کے واقعات کو نظم کی صورت میں مرتب کیا گیا ہے صفحہ ۹۰ – ۴ر

ایسٹر۔ از پادری ای پی جینویر صاحب۔ بچوں کے لئے عید قیامت کے متعلق ڈرامے کی صورت کے چند کھیل اور گیت ہیں۔ اُردو دان نوجوانوں کے لئے مفید ہے صفحہ ۶۹ – ۴ر

گڈ فرائیڈے (اُردو) یعنی مبارک جمعہ کے واسطے دوپہر کی عبادت کی ترتیب جس میں تین گھنٹہ بھر خداوند یسوع مسیح کے صلیبی کلمات پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔ صفحہ ۸ – ارومن اُردو – ار

مسیح مصلوب اور قرآن و انجیل برنباس (اُردو) قرآن اور انجیل سے مسیح کے مصلوب ہونے کا ثبوت۔ اور انجیل برنباس کے بیان دربارہ تصلیب مسیح کی تردید صفحہ ۴۸ – ۲ر

سات صلیبی کلمات پر درس (رومن اُردو) صفحہ ۲۰ – ارہ پائی۔

مسیح کی موت کے مختلف پہلو۔ مسیح کی موت شریعت کی تکمیل۔ موت تک محبت۔ بہادرانہ رہنمائی کا فعل۔ موت پر غالب آنے والی موت گناہ سے جنگ۔ گناہ پر سزا کا حکم۔ صفحہ ۳۳ – ۲ر

فردوس گمشدہ۔ مشہور ملٹن شاعر کی انگریزی کتاب "پیراڈائز لاسٹ" یعنی انسان کے جنت سے نکلنے کا واقعہ اُردو مثنوی کی صورت میں۔ اور اس قدر مقبول کہ عبدالحلیم شرر سے نامور اہلِ علم نے تعریفی دیباچہ لکھا ہے [illegible]

فردوس بازیافتہ۔ "پیراڈائز ریگینڈ" کا اُردو نظم میں ترجمہ گمشدہ جنت صرف مسیح کی ذات بابرکات سے حاصل ہوئی [illegible]

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۳

(۱) دمہ خشک ہو یا تر۔ نیا ہو یا پرانا۔ نہایت مجرب اور شرطیہ دوا ہے۔ دوہی خوراک کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہوجاتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

(۲) ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی اور مجرب ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت ایکروپیہ (عہ) فی شیشی۔

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تیئہ، چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر۔ ڈاکٹر ای این او بیڈا یہ خورجہ ضلع بلند شہر

مایوس ولاعلاج مریضوں کو مژدہ ۵

ڈاکٹر ایچ۔ جے۔ لوربیر

بی۔ایم۔ڈی۔ڈی۔ایس سی۔بی۔ایچ۔ایم۔ڈی۔ایچ وائی۔ایم۔بی۔ای۔ایم۔ایچ۔سی۔

ڈاکٹر ایچ۔ جے لوربیر کے نام سے کونسا خواندہ پنجابی اور ہندوستانی بے خبر ہے۔ آپ کا کالرا کیور۔ سینک بام۔ دنیا بھر میں مشہور دوائیں ہیں۔ پر آپ خود بھی عورت مرد کے ان کل امراض کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہیں جکے علاج سے خود بیمار ناامید ہو چکے ہیں۔ آپ چند ماہ سے ۱۸ لارنیس روڈ لاہور میں مقیم ہیں۔ آپ کا شفاخانہ درمیان لوہاری اور شاہ عالمی دروازہ سرکلر روڈ پر کھلا ہے۔ جہاں صبح کے دس بجے سے شام کے ایک بجے تک اور شام کے ۵ بجے سے ۷ بجے تک علاج کیا جاتا ہے آپ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج ہو کر دیکھیں بفضل خدا شفا کا ضرور انعام پائینگے۔ وقت کو غنیمت سمجھیں ورنہ پچھتائینگے۔

پادری ڈبلیو۔جے۔کلارک صاحب ایم۔اے۔ مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا +